كلمة المدير

اسلام آباد ہائی کورٹ کالائق تحسین فیصلہ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

گذشتہ ایک عرصہ سے آئین پاکستان میں شامل اسلامی شقیں اہل مغرب کی نظر میں چبھتا ہوا کانٹا بنی ہوئی ہیں۔انسداد توہین رسالت قانون اور امتناع قادیانیت آرڈیننس سرفہرست موضوع ہے۔قادیانی گروہ اوران جیسے اسلام و پاکستان دشمن ہر موقع ومقام پر مسلسل اس تگ ودو میں رہتے ہیں کہ نہ صرف ان شقوں کو ختم کرایا جائے بلکہ پاکستان کی اسلامی شناخت کو بھی سیکولر اور لبرل شناخت میں تبدیل کر دیا جائے۔اس سلسلے میں مخصوص مفادات رکھنے والی این جی اوز کے ہرکارے ایک طرف قومی اداروں میں روبعمل رہتے ہیں تو دوسری طرف انہوں نے پاکستان کی مختلف سیاسی جماعتوں میں بھی اپنی کمین گاہیں بنارکھی ہیں، جہاں بیٹھ کر وہ اپنے مفادات کی جنگ لڑتے ہیں۔

گذشتہ برس قانون تحفظ ختم نبوت پر کاری وار کرنے اور قانون ساز اداروں میں اپنے من پسند افراد کو لانے کی راہ ہموار کرنے لیے انتخابی حلف نامے پر بھیانک وار کیا گیا۔انتخابی حلف نامے سے ختم نبوت سے متعلق حلفیہ الفاظ کو انتہائی شاطرانہ انداز سے ختم کرایا گیا۔گوکہ بروقت اور بھرپور عوامی احتجاج، نیز پارلیمنٹ میں جمعیت علماء اسلام کے اراکین کی تگ ودو کے بعد وقتی طور پر یہ سازش دب گئی،لیکن اس بات کے امکانات بہرحال موجود تھے کہ آئندہ بھی اس قسم کی مذموم کوششیں ہوسکتی ہیں۔اس گھناؤنی سازش نے دینی حلقوں میں گہری فکرمندی پیدا کی کہ آئین وقانون کے دائرے میں رہتے ہوئے مستقل طور پر اس کا راستہ روکا جانا ضروری ہے۔چناں چہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہم نے عدالت عالیہ اسلام آباد میں ختم نبوت کے حلف نامے کو نکالنے کے حوالے سے ایک آئینی پٹیشن دائر کی۔اس سلسلے کی چند دیگر درخواستیں بھی اسلام آباد عدالت میں جمع تھیں،ان سب کو یکجا کر کے جناب جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے سماعتوں کا آغاز کیا۔حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہم اوران کے وکلاء، عدالت عالیہ کے مذہبی اور آئینی معاونین نے بھرپور تیاری کے ساتھ متعلقہ موضوع پر تعاون فراہم کیا۔عدالت عالیہ نے بھی ان کے تعاون کا شکریہ ادا کیا۔ان سماعتوں کے دوران کئی ہوشربا انکشافات بھی ہوئے۔جن میں ایک انکشاف یہ ہوا کہ وطن عزیز میں قادیانی گروہ کی مبینہ تعداد اوران کے حقیقی اعداد وشمار میں

بہت فرق ہے۔اس واضح فرق سے کئی سوالات بھی جنم لیتے ہیں۔بہر حال عدالت عالیہ نے دس سماعتوں کے بعد ۹مارچ کوان تمام پٹیشنز کا فیصلہ سنایا۔یہ فیصلہ جناب جسٹس شوکت عزیز صدیقی کی مومنانہ جراءت اورآئین وقانون کی بالادستی کی علامت ہے۔عدالت عالیہ نے اپنے فیصلے میں قرار دیا کہ:

''ختم نبوت کا معاملہ ہمارے دین کی اساس ہے۔تاریخ میں اس اساس پر حملوں کی لاتعداد مثالیں موجود ہیں۔اس اساس کی حفاظت ونگہبانی ہر مسلمان پر لازم ہے۔پارلیمنٹ انتہائی معتبر ادارہ ہونے اور ملک پاکستان کی عوام کی ترجمان ہونے کی حیثیت سے اس اساس کی پاسبان ہے۔اس ضمن میں پارلیمان سے بھرپور بیداری،اورحساسیت کی توقع رکھنا مسلم اکثریت کا حق ہے۔ختم نبوت کے بنیادی عقیدے کے تحفظ کے ساتھ پارلیمنٹ کوایسے اقدامات پر بھی غور کرنا چاہیے جن کے ذریعے اس عقیدے پر ضرب لگانے والوں کی سازشوں کا مکمل سد باب ہو سکے۔''

نیز عدالت عالیہ نے قرار دیا کہ:......''ریاست کے لیے لازم ہے کہ سواداعظم کے حقوق،احساسات،اور مذہبی عقائد کا خیال رکھے اور ریاست کے آئین کے ذریعے قرار دیے گئے ریاست کے مذہب''اسلام''کے مطابق اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کا اہتمام کرے''

جناب جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے جوآرڈر جاری کیے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

☆......شناختی کارڈ،پیدائش سٹرٹیفکیٹ،پاسپورٹ کے حصول اور انتخابی فہرستوں میں اندراج کے لیے درخواست گزارآئین کی شق 260،ذیلی شق 3،اور جز اے،بی میں مسلم اور غیر مسلم کی تعریف پر مبنی بیان حلفی لازمی قرار دیا جائے۔

☆......تمام سرکاری ونیم سرکاری محکموں بشمول عدلیہ،مسلح افواج،اعلیٰ سول سروسز میں ملازمت کے حصول یا شمولیت کو بھی متذکرہ بالا بیان حلفی سے مشروط قرار دیا جائے۔

☆......نادرااپنے قواعد میں کسی بھی شہری کی طرف سے اپنے درج شدہ کوائف بالخصوص مذہب کے حوالے سے درستگی کے لیے مدت کا تعین کرے۔

☆......مقننہ آئین کے تقاضوں،عدالت عظمیٰ کے فیصلہ 1993 SCMR 1748ءاور عدالت عالیہ لاہور فیصلہ PlD 1992 lah 1 میں طے شدہ قانونی بنیادوں کوروبعمل لاکرضروری قانون سازی کرے۔اورایسی تمام اصطلاحات جودین اسلام اور مسلمانوں کے لیے مخصوص ہیں انہیں کسی بھی اقلیت سے تعلق رکھنے والے افراد کواپنی پہچان چھپانے کی غرض یادیگر مقاصد کے لیے استعمال سے روکنے کے لیے موجود قانون میں ضروری ترمیم اوراضافہ کرے۔

☆.....حکومت پاکستان اس بات کا خصوصی اہتمام کرے کہ ریاست کے تمام شہریوں کے درست کوائف موجود ہوں اور کسی بھی شہری کے لیے اپنی اصل پہچان اور شناخت چھپانا ممکن نہ ہو سکے۔نادرا میں قادیانیوں/مرزئیوں کی درج شدہ تعداد اور مردم شماری کے ذریعے اکٹھے کیے گئے اعداد وشمار میں نمایاں فرق کی تحقیقات کے لیے فوری اقدام اٹھائے جائیں۔

☆.....ریاست اس بات کی پابند ہے کہ وہ مسلم امہ کے حقوق ،جذبات اور مذہبی عقائد کی حفاظت کرے۔اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کو یقینی بنائے۔

جناب جسٹس شوکت عزیز صدیقی کے اس آرڈر میں کسی قسم کا کوئی ابہام نہیں، ہر بات واضح ہے۔یہ دوررس نتائج کا حامل فیصلہ ہے۔اگر قومی ادارے اس کی روح کے مطابق عمل کریں تو پاکستان کے نہ صرف بیشتر مسائل حل ہو سکتے ہیں بلکہ وطن عزیز کو لاحق کئی سنگین خطرات بھی ٹل سکتے ہیں۔اس وقت یہی ہو رہا ہے کہ قادیانی اپنی شناخت چھپا کر کلیدی پوسٹوں پر تعینات ہیں، جہاں وہ اپنے عہدوں کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک طرف جہاں قومی رازوں کو ملک دشمن عناصر تک پہنچاتے ہیں وہیں وہ پاکستان میں بیٹھ کر اس وطن کی جڑیں کھوکھلی کرنے میں بھی مصروف ہیں۔اس بات میں تو کوئی کلام نہیں کہ قادیانیوں نے ہمیشہ پاکستان کی سیاست وحکومت اور معاشرت میں عدم استحکام پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ملک دشمن لابیوں اور این جی اوز سے ان کے تعلقات ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لیے جانبین سے تعاون کا تبادلہ بھی ہوتا رہتا ہے۔

جناب جسٹس شوکت عزیز صدیقی صاحب کا یہ فیصلہ پاکستان کو سیکولر اور لبرل ریاست بنانے کے درپے گمراہ عناصر کے لیے بھی ایک کھلا پیغام ہے۔اس فیصلے کے بعد ان قومی لیڈروں کو بھی اپنے طرز فکر و عمل کا بغور جائزہ لینا چاہیے جو محض اپنے اقتدار کو طول دینے کے لیے اسلام دشمن عناصر کے آلہ کار بن جاتے ہیں۔اس تاریخ ساز فیصلے کے بعد پارلیمنٹ پر ذمہ داری عائد ہوگئی ہے کہ بیان کردہ آرڈر کے مطابق قانون سازی کی جائے۔

عدالت عالیہ اسلام آباد کے اس فیصلے میں دینی جماعتوں کے لیے بہجت ومسرت کا پیغام ہے کہ وہ پاکستان میں اسلامی اقدار کے فروغ اور ملکی آئین کی شرعی اصلاح کے لیے آئین وقانون کے دائرے میں رہتے ہوئے کام کو آگے بڑھا سکتے ہیں۔

آخر میں ہم اس جراءت مندانہ فیصلے پر جناب شوکت عزیز صدیقی صاحب کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں، اور امید کرتے ہیں کہ قومی ادارے بھی جسٹس صدیقی کے بیان کردہ نکات کو سنجیدہ لیں گے۔